فون نمبر ۹۴
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم سعتہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	۷ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ، ۳۱ وفا ۱۳۵۰ ہش، ۳۱ جولائی ۱۹۷۱ء	نمبر ۱۷۶

82

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۰ وفا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاحال اسلام آباد میں قیام فرما ہیں۔ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ الحمد للہ
احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ہر طرح خیر و عافیت سے رکھے اور ہر آن اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے آمین۔

ربوہ ۳۰ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے آپ عنقریب چند روز کے لئے پشاور تشریف لے جانے والی ہیں۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت عطا فرمائے اور سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

ربوہ ۳۰ وفا۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب اسلام آباد میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کرنے اور پھر ایک ہفتہ کیمبل پور میں اپنے بیٹے مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب مربی سلسلہ کے ہاں قیام کرنے کے بعد گذشتہ شب بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ کمزوری باقی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ایک عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں حال ہی میں مفلوج حصہ پر فالج کا اور خفیف سا حملہ ہوا جس سے اکڑاؤ میں زیادتی اور زبان پر قدرے اثر ہوا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم (دختر حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ) ایک عرصہ سے بعارضہ فالج و بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ اب قدرے افاقہ ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لائبیریا کے صدر مسٹر ٹب مین کے انتقال پُرملال پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمدردی اور تعزیت کے پیغام

لائبیریا کے صدر مسٹر ولیم ٹب مین جو لندن میں بغرض علاج تشریف لے گئے تھے مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء کو ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان کی وفات پر حضور نے وزیر خارجہ اور نئے صدر مملکت کے نام ہمدردی اور تعزیت کے مندرجہ ذیل پیغامات بذریعہ تار ارسال فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۷۱ء

وزیر خارجہ حکومت لائبیریا، منرو ویہ

صدر ٹب مین کے افسوسناک انتقال کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ لائبیریا کا ملک ایک عظیم محبِّ وطن اور جدید لائبیریا کے معمار سے محروم ہو گیا۔ براہ مہربانی بیگم ٹب مین اور ان کے دیگر افراد خاندان کو میری طرف سے ہمدردی اور تعزیت پہنچا دیں۔

مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح
امام جماعت احمدیہ

بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۷۱ء

بخدمت پریذیڈنٹ ٹالبرٹ، منرو ویہ (لائبیریا)

صدر ٹب مین کا انتقال پُرملال میرے لئے گہرے غم و الم کا موجب ہوا۔ اُن کی وفات سے اہل لائبیریا ایک عظیم قوم ساز اور جدید لائبیریا کے عظیم معمار سے محروم ہو گئے ہیں۔ صحیح معنوں میں وہ بابائے قوم تھے۔ مجھے اُمید ہے اور میں دُعا کرتا ہوں کہ آپ کی قیادت کی شکل میں لائبیریا کو ایک اور نگہبان اور رکھوالا نصیب ہوگا اور اہل لائبیریا ایک ایسی قوم نہیں رہیں گے جن کا کوئی قائد نہ ہو۔ براہ مہربانی غمزدہ خاندان اور اہل لائبیریا کو میری طرف سے ہمدردی اور تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔

مرزا ناصر احمد
امام جماعت احمدیہ (ربوہ) پاکستان

امام مسجد لندن کی طرف سے

کانو سٹیٹ (نائیجیریا) کے گورنر کو قرآن مجید کی پیشکش

گذشتہ دنوں نائیجیریا (مغربی افریقہ) کی کانو سٹیٹ کے گورنر ہز ایکسی لینسی الحاج آڈو باکو H.E. ALHAJ AUDUBAKO اپنے سرکاری دورہ پر چند روز کے لئے لنڈن تشریف لائے۔ ۹ جولائی کو مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ امام مسجد لندن اور خاکسار نے آپ سے ملاقات کی گورنر موصوف بڑے تپاک سے ملے اور جماعت کی تبلیغی مساعی کا بڑے اچھے پیرایہ میں ذکر کیا خاص طور پر حال ہی میں تعلیمی اور طبی میدان میں کی جانے والی خدمات کو بہت سراہا۔
اس موقع پر محترم امام صاحب نے ہز ایکسی لینسی گورنر موصوف کی خدمت میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا جسے آپ نے نہایت خوشی اور شکریہ کے ساتھ وصول کیا۔

(خاکسار عطاء المجیب راشد
نائب امام مسجد فضل لنڈن)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
۳۱ ر وفا ۱۳۵۰ ہش

اسلام کے عالمگیر غلبہ کی ابتداء

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنّت ہے کہ وہ فسق و فجور میں مبتلا سرکش و نافرمان قوموں کو یکدم عذاب دے کر نیست و نابود نہیں کرتا بلکہ انہیں مہلت پر مہلت دیتا چلا جاتا ہے تاکہ اگر وہ چاہیں تو سرکشی اور نافرمانی سے باز آ کر اپنی اصلاح کر لیں۔ جب وہ ایک مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتیں تو اللہ تعالیٰ پہلے ایک نسبتاً ہلکا عذاب نازل کر کے انہیں جھنجھوڑتا اور بیدار کرتا ہے۔ جب وہ اس عذاب کی ہولناکیوں میں مبتلا رہنے کے بعد خدائی منشاء کے بموجب بچ نکلتی ہیں تو اصلاح کی طرف مائل ہونے کی بجائے وہ پھر سرکشی کی راہ اختیار کر کے پہلے سے بھی زیادہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اس دوران میں خدا تعالیٰ ان پر دنیوی ترقیات کے دروازے اور زیادہ کھول دیتا ہے۔ اس عطائے خداوندی پر وہ شکر ادا کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اپنی ترقیات پر نازاں ہو کر سرکشی اور نافرمانی میں اور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ جو غضب میں دھیما ہے اور نہیں چاہتا کہ اُس کے بندے سرکشی کی راہوں پر چل کر ہلاکت کے گڑھے میں گرتے چلے جائیں پھر ایک اور عذاب نازل کرتا ہے جو پہلے عذاب سے تو زیادہ سخت ہوتا ہے لیکن اتنا بربادی انگیز نہیں ہوتا کہ انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے اس سے پھر اُس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ یہ قومیں اس عذاب سے نصیحت پکڑ کر اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز آئیں۔ اس پر بھی جب وہ اپنی اصلاح نہیں کرتیں اور فسق و فجور میں اور زیادہ مبتلا ہو کر سرکشی اور نافرمانی کی آخری حد تک جا پہنچتی ہیں تو پھر آخری فیصلہ کی گھڑی بھی آ پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ ایسا عذاب نازل کرتا ہے کہ وہ قومیں صفحۂ ہستی سے ہی نابود ہو کر رہ جاتی ہیں حتیٰ کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ اپنی اس سنّت کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ نافرمان قوموں کو مہلت پر مہلت دینے اور ان کے مہلت کے درمیانی عرصوں سے فائدہ نہ اٹھانے کے بعد ہی آخری عذاب نازل کرتا ہے قرآن مجید میں فرماتا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ (الانعام آیات ۴۳ تا ۴۶)

یعنی یہ کہ اے رسول! ہم تجھ سے پہلی قوموں کی طرف بھی رسول بھیج چکے ہیں اور ان رسولوں کے آنے کے بعد ہم نے انہیں یعنی منکروں کو اس لئے مالی اور جسمانی تکلیفوں میں گرفتار کیا تھا کہ وہ عجز اختیار کر لیتے بلکہ ان کے دل تو اور بھی سخت ہو گئے اور شیطان نے اسے جو وہ کرتے تھے خوبصورت کر کے دکھایا۔ اور پھر جب وہ اُس امر کو بھول گئے جو انہیں یاد دلایا جاتا تھا تو ہم نے ان پر ہر ایک چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر خوش ہو گئے جو انہیں دیا گیا تھا تو ہم نے انہیں اچانک عذاب میں مبتلا کر دیا جس پر وہ یک دم ناامید ہو گئے پس جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔

اس آیت میں جڑ کاٹ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس آخری عذاب کے بعد وہ نافرمان قومیں صفحۂ ہستی سے نابود کر دی گئیں اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ پہلے نسبتاً چھوٹے چھوٹے عذاب نازل کر کے نافرمان قوموں کو جھنجھوڑتا اور بیدار کرتا ہے لیکن جب وہ ان عذابوں کو خاطر میں نہیں لاتیں اور اپنی مادی ترقیوں پر نازاں ہوتے ہوئے نافرمانی اور سرکشی میں ترقی کرتی چلی جاتی ہیں تو پھر اُن پر ایسا عذاب آتا ہے جو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

آج بعینہٖ یہی حالت مغربی اقوام کی ہے۔ وہ گزشتہ ایک صدی سے سرکشی، نافرمانی اور فسق و فجور میں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے بموجب وہ دو ہولناک عالمگیر جنگوں میں سے گزر چکی ہیں۔ الٰہی دونوں جنگوں کی ہولناکیوں سے انہوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ سرکشی نافرمانی اور فسق و فجور میں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں۔ ادھر ان کی مادی ترقیوں میں اس حد تک اضافہ ہو چکا ہے کہ کائنات کی خلاؤں کو چیرتی ہوئی یہ چاند تک جا پہنچی ہیں اور اب ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حضور علیہ السلام کی واضح پیشگوئیوں کے بموجب اب تیسری عالمگیر جنگ چھڑنے کا وقت اور زمانہ قریب آتا جا رہا ہے۔ یہ جنگ انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے والا عذاب ثابت ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے خلیفۂ برحق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو ۱۹۶۷ء میں پاکستان سے یورپ لے گیا تھا تاکہ آپ اس انتہائی ہولناک عذاب کے آنے سے قبل آخری دفعہ ان قوموں کو متنبہ فرما دیں چنانچہ آپ نے پہلی دو عالمگیر جنگوں اور ان کی ہولناکیوں کا ذکر فرمانے کے بعد انہیں نہایت زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دو جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہے گا اور دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے، ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ، اگر ان اقوام نے اپنی اصلاح نہ کی، فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے عین مطابق ہوگا یعنی سرکش و نافرمان قوموں کی جڑ کاٹ دی جائیگی اور یہی وہ وقت ہوگا کہ جب اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا کیونکہ حضور ایدہ اللہ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دُنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہؐ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجھکو پایا تو دو جہان لیا

خوب پرکھا ہے خوب جان لیا
تب مسیح الزماں کو مان لیا

کس طرح وہ تمہیں نظر آئے
بیچ پردہ خودی کا تان لیا

زخم ایسا نظر کا کھایا ہے
ہم نے دِل پر ترا نشان لیا

تجھکو کھویا جہان کھو بیٹھے
تجھکو پایا تو دو جہان لیا

کوئی فرہاد تھا نہ مجنوں تھا
کوہ و صحرا کو ہم نے چھان لیا

ان سے چھپ چھپ کے ملتے ہیں حضرت
ہم نے تنویرؔ تم کو مان لیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع

از فرمودات حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یاد رکھنا چاہیئے کہ

(اول) صفات الٰہی کا ورد کرنے سے جسے ذکر کہتے ہیں محبت پیدا ہوتی ہے یعنی سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر اور اسی طرح یا حی یا قیوم یا ستار یا غفار وغیرہ وغیرہ۔ ننانوے اسمائے الٰہیہ عام طور پر قرار دئے جاتے ہیں۔ بعض نے سو یا ایک سو ایک نام بھی لکھے ہیں مگر ہیں وہ بہت زیادہ بہر حال صفات الٰہیہ کے ذکر کرنے سے محبت الٰہیہ پیدا ہوتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ یہ سب سے پہلا درجہ ہے اس لئے کہ یہ تکلف کا درجہ ہے ہم کہتے ہیں سبحان اللہ ہم کہتے ہیں الحمدللہ ہم کہتے اللہ اکبر اور اس طرح اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہیں اور اس کی صفات کا بار بار ذکر کرتے ہیں لیکن نام لینے سے یقین اور ایمان میں ترقی نہیں ہوتی۔ ہم ایک مضمون تو اپنے سامنے لاتے ہیں مگر یہ کہ ہمارا قلب بھی اس مضمون کو تسلیم کر لیتا ہے یا نہیں یہ دوسری بات ہے ہم ایمان لے آئے خدا کی باتوں پر ہم ایمان لے آئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اور ہم نے کہا کہ خدا بڑا غفار ہے خدا بڑا ستار ہے یا خدا بڑی شان کا مالک ہے یہ ہمارے دماغ کی تسلی کا ثبوت ہے لیکن ہمارے دل کی تسلی کا ثبوت نہیں ہم جب سبحان اللہ کہتے ہیں یا الحمدللہ کہتے ہیں یا ستار اور غفار کہتے ہیں تو ایک عقلی چیز اپنے سامنے لاتے ہیں۔ اور عقلی چیز کا لازمی نتیجہ محبت نہیں ہوتی۔ مثلاً ہم شیر کو مانتے ہیں مگر شیر کے ماننے سے محبت پیدا نہیں ہو جاتی اسی طرح ہم انگلینڈ اور امریکہ کا بار بار ذکر سنتے ہیں تو انگلینڈ اور امریکہ سے محبت نہیں کرنے لگ جاتے۔ اسی لئے اس کو ذکر کہتے ہیں یعنی یہ تکلف اور بناوٹ کی محبت ہے جیسے اقلیدس والا کہتا ہے کہ فرض کرو یہ لکیر فلاں لکیر کے برابر ہے اس طرح وہ فرض سے شروع کرتا ہے اور سچائی کے قریب پہنچ جاتا ہے ایک شخص مصنوعی طور پر رونا شروع کرتا ہے تو آہستہ آہستہ سچ مچ رونے لگ جاتا ہے۔ کئی مائیں اپنے بچوں کو ڈرانے لگتی ہیں تو بعد میں وہ خود بھی ڈرنے لگ جاتی ہیں۔ عربوں میں ایک قصہ مشہور ہے کہ کوئی لڑکا تھا جسے باقی لڑکے سخت تنگ کرتے اور اسے مارتے رہتے تھے جب وہ بہت ہی تنگ آ جاتا تو ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہتا کہ تمہیں کچھ پتہ بھی ہے آج فلاں رئیس کے ہاں ولیمہ کی دعوت ہے یہ سنتے ہی بچے اس طرف دوڑتے اور اسے چھوڑ دیتے ان کے جانے کے بعد اس کے دل میں خیال آتا کہ شاید وہاں سچ مچ دعوت ہو یہ لڑکے کھا آئیں اور میں محروم رہ جاؤں اس خیال کے آنے پر وہ خود بھی اسی طرف بھاگ پڑتا ابھی وہ نصف راستہ میں ہی ہوتا کہ لڑکے ناکام واپس آ رہے ہوتے اور وہ غصہ میں اسے پھر پکڑ لیتے اور خوب مارتے جب وہ بہت ہی تنگ آ جاتا تو پھر اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے چاہتا کہ انہیں کوئی دھوکا دے۔ چنانچہ وہ ان سے کہتا کہ اصل میں میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا۔ دعوت اس رئیس کے ہاں نہیں تھی بلکہ فلاں رئیس کے ہاں تھی یہ سنکر لڑکے اس دوسرے رئیس کے مکان کی طرف دوڑ پڑتے مگر ان کے جانے کے بعد پھر اس کے دل میں شبہ پیدا ہوتا کہ گو میں نے دھوکا دیا ہے مگر شاید اس رئیس کے ہاں دعوت ہی ہو اس خیال کے آنے پر وہ خود بھی اس طرف دوڑ پڑتا اور خود بھی دھوکا کھا جاتا تو بسا اوقات بناوٹ سے بھی یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی نماز میں رونے والی شکل بنائے تو آہستہ آہستہ اسے رونا آ جاتا ہے پس ذکر الٰہی تصنع والی محبت کا مقام ہے اصل میں اس کا دماغ خدا کو سبحان مانتا ہے اس کا دماغ خدا کو ستار اور غفار مانتا ہے اس کا اپنا جوڑ خدا تعالےٰ سے نہیں ہوتا بلکہ جب یہ کہنا شروع کرتا ہے کہ یا ستار یا غفار تو محبت الٰہی کا کوئی نہ کوئی چھینٹا اس پر بھی آ پڑتا ہے جیسے کیچڑ کو اچھالا جائے تو کچھ کیچڑ اپنے اوپر بھی آ پڑتا ہے یا شکر کی بوری بھرتے ہیں تو شکر کے دانے بوری بھرنے والے کے منہ میں بھی چلے جاتے ہیں۔ غرض اسی طرح ہوتے ہوتے یہ مصنوعی محبت حقیقی محبت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ فاذکرونی اذکرکم (البقرہ رکوع ۱۸) تم میرا ذکر کیا کرو گے تو ہوتے ہوتے ایسا مقام تمہیں حاصل ہو جائے گا کہ میں تمہیں یاد کرنے لگ جاؤں گا۔

(۲) دوسرا ذریعہ صفات الٰہیہ پر غور کرنا ہے جسے صوفیا کی اصطلاح میں فکر کہا جاتا ہے ایک ہے سبحان اللہ الحمدللہ اور اللہ اکبر کہنا اور ایک ہے سوچنا اور غور کرنا کہ خدا سبحان کس طرح ہے۔ خدا اکبر کس طرح ہے خدا تمام تعریفوں اور محامد کا مستحق کس طرح ہے۔ یہ جو دماغ میں صفات الٰہیہ کا دَور کیا جاتا اور ان کا ایک رنگ میں اپریشن کیا جاتا ہے۔ اس کو فکر کہتے ہیں۔ خالی اللہ اکبر کہنا ذکر ہے لیکن اکبر پر بحث شروع کر دینی کہ اللہ کس طرح بڑا ہے یہ فکر ہے۔ جب انسان فکر کرے گا تو اس کے سامنے سوال آئے گا کہ اللہ کس طرح بڑا ہوا۔ آج تو امریکہ سب سے بڑا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی امریکہ کرتا ہے وہی ساری دنیا کرنے لگ جاتی ہے اور مسلمان اپنی حکومتوں کے باوجود اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ جب وہ سوچے گا تو اسے خود ہی یہ جواب سمجھ آ جائے گا کہ امریکہ کو جو بڑائی ملی ہے یہ اسے کس نے دی ہے اور کیوں دی ہے۔ جب وہ غور کرے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ امریکہ کو خدا نے بڑائی دی ہے اور اس لئے بڑائی دی ہے کہ اس نے فلاں فلاں اعمال کئے اور مسلمان اسلئے گر گئے کہ انہوں نے ان اعمال کو ترک کر دیا۔ غرض اس طرح جب وہ سوچے گا تو اس کا دل اس یقین اور ایمان سے لبریز ہو جائیگا کہ اکبر اللہ ہے امریکہ نہیں اس غور اور تدبر کو فکر کہتے ہیں یہ مقام تفصیل کا مقام ہوتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ (مائدہ ع ۲) اے مومنو یاد کرو میرے ناموں کو نہیں۔ میری صفات کو نہیں بلکہ نعمۃ اللہ علیکم جو انعام میں نے تم پر اپنی کسی خاص صفت کے ماتحت کئے ہیں ان کی تفصیلات پر غور کرو یہ نہ سوچو کہ میں نے تمہیں کھانا دیا اور کپڑے دئے بلکہ یہ سوچو کہ دنیا تمہارے لئے کیا کر رہی تھی اور میں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اذ ھمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم کس طرح ایک قوم تمہیں تباہ کرنے کے لئے اٹھی اور اس نے اپنی ساری قوتیں تمہارے خلاف جمع کر لیں۔ کیا کیا قدرتیں تھیں جو اس کو حاصل تھیں۔ فکف ایدیھم عنکم لیکن پھر اللہ تعالےٰ نے اس کے سارے منصوبوں میں اس کے ہاتھ روک دئے اور تمہیں اس کے حملوں سے محفوظ کر دیا یہ فکر ہے جو اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ یعنی خالی زبان سے رحمان یا رحیم نہ کہا جائے۔ بلکہ یہ سوچا جائے کہ تم بیماری سے مرنے لگے تھے، سارے حالات تمہارے خلاف جمع تھے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا اور تمہیں صحت عطا کر دی فرض کرو کوئی شخص جنگل میں جا رہا ہے اور وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے جس میں اپریشن ضروری ہے تو ایسی حالت میں اگر اچانک گھوڑے پر سوار کوئی ڈاکٹر اس کے پاس آ جاتا ہے اور وہ اس کا علاج کرتا ہے۔ جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے تو ہر شخص سمجھے گا کہ یہ ڈاکٹر نہیں آیا بلکہ خدا اپنے بندہ کے پاس چل کر آیا ہے ایسے ہی نشانات ہوتے ہیں جو انسان کو کھینچ کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اور اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیتے ہیں اور ان ہی نشانات پر غور انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اوپر کی آیت میں اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ تم غور کرو اور سوچو کہ آیا تمہارے ساتھ تمہارے دوستوں کے ساتھ یا تمہارے بزرگوں اور عزیزوں کے ساتھ تو ایسے واقعات گذرے ہیں یا نہیں۔ جن میں اس کی قدرت کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے جب تم ایسے واقعات پر غور کرو گے تو تمہارے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ یہ پہلے مقام سے اونچا مقام ہے

ذکر میں تکلف پایا جاتا ہے لیکن فکر میں تکلف نہیں ہوتا بلکہ ایک حقیقت سامنے ہوتی ہے۔

(۳) - تیسرے مخلوق الٰہی کی خیر خواہی اور اس سے محبت کرنے سے بھی اللہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے یہ وہ طریق ہے جس میں انسان خدا تعالیٰ کو ایک رنگ میں مجبور کرتا ہے کہ میرے دل میں اپنی محبت ڈال جیسے تم خدمت اور محبت سے دوسرے کے دل میں محبت پیدا کر دیتے ہو۔ تم ریل میں سفر کرتے ہو کمرہ میں سخت بھیڑ ہوتی ہے۔ تمہارے لئے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ ایک شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ کمبخت یہ ریل ہے یا ڈربہ۔ جو آتا ہے اسی ڈبہ میں آ جاتا ہے۔ اس وقت اگر تم ایک ٹیلا نکال کر اسی شخص کے بچہ کو دے دو تو اسی وقت اس کا غصہ جاتا رہے گا اور وہ کہے گا تشریف رکھئے اور پھر وہ تم سے محبت کے ساتھ باتیں کرنے لگ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے مخلوق الٰہی سے اگر نیک سلوک کرو تو اللہ میاں تم سے آپ کہیں گے کہ آؤ میاں میرے پاس بیٹھو۔ اصل صوفیاء نے اسی کا نام عشق مجازی رکھا تھا۔ لیکن جھوٹے صوفیاء نے افراد کی محبت اور ان سے عشق کا نام عشق مجازی رکھ دیا۔ حالانکہ جب صوفیاء نے یہ کہا تھا کہ عشقِ حقیقی پیدا کرنے کے لئے عشق مجازی ضروری ہے تو ان کا مطلب صرف یہ تھا کہ بندوں کی حقیقی محبت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نہ یہ کہ کسی حسین لڑکے یا حسین عورت سے جب تک محبت نہ کی جائے اللہ تعالیٰ بھی انسان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا نکتہ تھا جسے گندی شکل دے کر جاہلوں اور اوباشوں نے دین کی ہتک کی اور اپنی ہوس رانی کی راہ نکال لی۔ درحقیقت یہ محبت بسیط ہے یعنی کسی خاص شخص کی محبت نہیں بلکہ بنی نوع انسان بلکہ مخلوقات کا تصور کر کے یہ خیال کرنا کہ یہ میرے خدا کے پیارے ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ تو نہیں ملتا چلو میں ان سے محبت کروں اس محبت کا سرچشمہ ہے۔ ایسی محبت کرتے کرتے یک دم محبت الٰہی شعلہ مار کر تیز ہو جاتی ہے۔ پس بے شک یہ درست ہے کہ عشق مجازی کے بغیر عشق حقیقی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن عشق مجازی کے صرف اسی قدر معنے ہیں کہ جب تک انسان بنی نوع انسان کی محبت اور ان کے لئے قربانی اور ایثار کا مادہ اپنے اندر پیدا نہیں کرتا اس وقت تک خدا تعالیٰ اس سے محبت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے صوفیاء نے لکھا ہے کہ بنی نوع انسان خدا کے عیال ہیں جس طرح تمہیں اپنے بچوں سے محبت ہے اسی طرح خدا کو بھی اپنی مخلوق سے محبت ہے پس مخلوق سے محبت کرنے سے خدا کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی محبت سے مخلوق کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے حدیثوں میں آتا ہے کہ جب بارش نازل ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحن میں تشریف لاتے اور اپنی زبان نکال کر اس پر بادل کا قطرہ لیتے اور فرماتے یہ میرے رب کی طرف سے تازہ نعمت آئی ہے۔ (اس موقعہ پر حضور نے اپنی زبان باہر نکالی اور فرمایا اس طرح۔ پھر فرمایا) میرے زبان نکالنے پر ممکن ہے تم میں سے بعض یہ خیال کرتے ہوں کہ میں نے تہذیب کے خلاف حرکت کی ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان نکالی تھی تو اس وقت بھی بعض ایسے ہی خیالات رکھنے والے لوگ کہتے ہوں گے کہ یہ کیسی تہذیب کے خلاف بات ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اعتراضات کی پرواہ نہیں کی اور فرمایا میرے رب کی طرف سے یہ تازہ نعمت آئی ہے میں کیوں نہ اسے اپنی زبان پر لے لوں۔ اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادل کا قطرہ اپنی زبان پر نہیں لیا بلکہ درحقیقت خدا کی نعمت لی اور میں نے بھی اپنی زبان نکال کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ایک فعل کیا ہے تاکہ تمہیں یہ احساس ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی کس طرح قدر کیا کرتے تھے۔ اسی مفہوم پر وہ آیت دلالت کرتی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتی ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء ع ۱) اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو اپنے آپ کو اس غم میں ہلاک کر دے گا کہ میرے یہ بندے ایمان نہیں لاتے گویا خیال کرتے کہ مجھ سے دور ہیں اور میرے لئے ناخوشی کا موجب ہیں تو آپ مرا جا رہا ہے اس طرح سے بین السطور اس آیت کا یہ ہے کہ جب تو میری مخلوق کے غم میں مرا جا رہا ہے تو میں تجھ سے پیار کیوں نہ کروں دنیا میں اور لوگ بھی لوگوں کے مومن نہ ہونے پر غم کرتے ہیں مگر ان کا غم ان کے ہدایت نہ پانے پر نہیں ہوتا بلکہ اپنی بات کی ناکامی پر ہوتا ہے اور دونوں غموں میں بڑا بھاری فرق ہے ایک میں غصہ ہوتا ہے اور ایک میں رنج۔

پھر جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ حدیث قدسی میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے کہے گا کہ جب میں بھوکا تھا تو تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ جب میں پیاسا تھا تو تم نے مجھے پانی پلایا۔ اور جب میں بیمار تھا تو تم نے میری عیادت کی۔ بندے کہیں گے کہ خدایا تو کب بھوکا ہوا کہ ہم تجھے کھانا کھلاتے تو کب پیاسا ہوا کہ ہم تجھے پانی پلاتے تو کب ننگا ہوا کہ ہم تجھے کپڑا پہناتے تو کب بیمار ہوا کہ ہم تیری عیادت کرتے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے کچھ بندے دنیا میں ایسے تھے جو بھوکے اور پیاسے اور ننگے اور بیمار تھے اور تم نے ان کی خدمت کی۔ پس گو تم نے میرے بندوں کے ساتھ یہ سلوک کیا مگر یہ ایسا ہی تھا کہ گویا تم نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے (مسلم جلد ۲ کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل عیادۃ المریض)

اس مثال سے بھی ظاہر ہے کہ مخلوق کی محبت سے خالق کی محبت ملتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران میں فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران ع ۱۴)۔

جب کوئی شخص محسن ہو جاتا ہے اور بنی نوع انسان سے حسن سلوک کرنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ جب تم کسی سے محبت کرنے لگو تو بتاؤ کہ کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم تو اس سے محبت کرو لیکن وہ تم سے محبت نہ کرے۔ جب تم کسی سے محبت کرو گے تو لازماً تمہارا دل چاہے گا کہ وہ بھی تم سے محبت کرے لیکن دنیا میں تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم زید سے محبت کرو اور زید تم سے محبت نہ کرے۔ تم ایک شخص کو چاہو اور وہ تمہیں نہ چاہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا ایک بات چاہے اور وہ نہ ہو۔ جب خدا کہتا ہے کہ جو شخص محسن ہو جاتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں تو یہ ناممکن ہے کہ تم محسن بنو اور خدا تم سے محبت نہ کرے اور اس کی محبت کے نتیجہ میں تمہارے دل میں ضرور محبت پیدا ہو گی اور تم بھی اس سے محبت کرنے لگ جاؤ گے یہ تو عام قاعدہ بھی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی تو یہ شان ہے کہ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰس ع ۵)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زکوٰۃ دینے والا انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی کا قرآن پاک اور احادیث میں بار بار تاکیدی ارشاد ہوا ہے۔ اس لئے ہر ذی استطاعت صاحب نصاب احمدی کا فرض ہے کہ وہ واجب الادا زکوٰۃ مرکز میں بھجوا کر اپنے اموال کو پاکیزہ اور بابرکت بنائے۔ سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ زکوٰۃ کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"زکوٰۃ کا حکم ایک بے نظیر حکم ہے اور اسلام کی بے انتہا خوبیوں میں سے ایک روشن خوبی ہے اور بہت سی جاہ عقول پر اس کے ذریعہ اسلام کی عظمت کی حجت قائم کی جا سکتی ہے ...... میرا یقین ہے کہ اگر صرف زکوٰۃ کا مسئلہ ہی یورپ کے سامنے پیش کیا جائے تو کسی کی طاقت نہیں کہ اس کی صداقت اور عمدگی سے انکار کر سکے ...... جس طرح گورنمنٹیں اپنی رعایا کی بہتری کے لئے ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے اور اس کے بدلے میں یہ وعدہ کیا ہے کہ تمہارے اموال میں برکت ہو گی اور وہ ہر قسم کی ہلاکتوں سے محفوظ ہو جائیں گے ...... جب سے مسلمانوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی ہے اس وقت سے ان کا مال کم ہی کم ہو رہا ہے ...... زکوٰۃ دینے والے کو اللہ تعالیٰ اس طرح کامیابی اور پاکیزگی کا وعدہ دیتا ہے جس طرح گورنمنٹ ٹیکس دے کر حفاظت کا وعدہ کرتی ہے ...... زکوٰۃ کے ذریعہ انسان بہت سے دکھوں اور تکلیفوں سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔"

(برکات خلافت صفحہ ۹۲)

مجھے امید ہے کہ جن بھائیوں اور بہنوں پر زکوٰۃ واجب ہے وہ مرکز میں زکوٰۃ بھجوا کر خدا تعالیٰ کی غریب مخلوق کی دعائیں حاصل کریں گے۔

ناظر بیت المال آمد ربوہ

قرب الٰہی حاصل کرنیکا زریں موقع

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ جو موقع عطا فرمایا ہے۔ اس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پرواہ نہیں کرتے اپنا سب کچھ قربان کر دو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مگر محض خدا کے لئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردہ پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور وہ اس قربانی میں ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے جس کی مثال دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

یاد رکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنیکا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو پیش نظر اپنا محاسبہ کریں اور سال رواں ختم ہونے سے پہلے اپنا کیا ہوا وعدہ جلد از جلد ادا فرما کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل فرمائیں۔

وکیل المال اول تحریک جدید

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(۲)

عطیہ دہندگان برائے علاج نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

۵/۷۱/۱ تا ۵/۷۱/۳۱

۳۴	مکرم سید سعید خالد صاحب کراچی منجانب نزہت سلطانہ	۲۵ روپے
۳۵	لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر ایم عبدالخالق کھاریاں چھاؤنی	۵۰ روپے
۳۶	مسز میجر منظور الحسن خواجگان سٹریٹ گجرات	۱۰ روپے
۳۷	بشیر احمد صاحب ملک فیض محمد روڈ کوئٹہ	۲۰ روپے
۳۸	مسز افتخار باجوہ صاحبہ لاہور چھاؤنی	۲۰ روپے
۳۹	سیکرٹری صاحب مال مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ	۱۰ روپے
۴۰	سیکرٹری صاحب مال جیکب آباد منجانب چوہدری غضنفر احمد صاحب	۲۰ روپے
۴۱	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ حیدرآباد	۳۰ روپے
۴۲	قاضی بشیر احمد صاحب قیصرانی ڈیرہ غازی خان	۲۰ روپے
۴۳	میجر مبارک احمد صاحب ڈار اسلام آباد	۷۶ روپے
۴۴	چوہدری نذیر احمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر کینال بہاولنگر	۱۰ روپے
۴۵	والدہ صاحبہ سید سعید احمد ملتان شہر	۴۰ روپے
۴۶	سیکرٹری مال جماعت احمدیہ میرپور خاص	۱۰ روپے
۴۷	" " لائل پور	۱۰۷ روپے
۴۸	حمیدہ بیگم صاحبہ گوگھیاٹ میانی	۱۵ روپے
۴۹	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کرتو	۱۰ روپے
۵۰	حمید اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ لاڑکانہ	۱۰ روپے
۵۱	حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ربوہ	۱۰ روپے
۵۲	ملک عبدالقادر صاحب دھرم پورہ لاہور	۱۰ روپے
۵۳	ضیاء الحق صاحب نیلہ گنبد لاہور	۵۰ روپے
۵۴	حافظ نیاز احمد صاحب کرنالی "	۲۵ روپے
۵۵	بیگم کیپٹن نثار احمد صاحب مدینہ کالونی لاہور	۱۰ روپے
۵۶	عابد علی صاحب بٹر پرانی انارکلی لاہور	۳۱ — ۲۵ روپے
۵۷	چوہدری عبدالشکور صاحب ایڈووکیٹ سمن آباد لاہور	۵۰ روپے
۵۸	بیگم صاحبہ " " "	۵۰ روپے
۵۹	نجمہ بیگم صاحبہ سمن آباد "	۱۰ روپے
۶۰	مرزا خلیل احمد صاحب شیراں فیکٹری "	۱۰ روپے
۶۱	چوہدری مطیع اللہ صاحب لاہور چھاؤنی "	۱۰ روپے
۶۲	ملک منور احمد صاحب جاوید مغل پورہ گنج "	۱۰ روپے
۶۳	ملک عبدالباسط خان صاحب سول لائنز "	۱۰ روپے
۶۴	بیگم وچوہدری وحید سلیم صاحب " " "	۱۵ روپے
۶۵	بیگم عبدالرب خان صاحب " " "	۱۰ روپے
۶۶	سردار عبدالسمیع صاحب " " "	۲۰ روپے
۶۷	امۃ الحفیظ اہلیہ ملک محمود احمد صاحب " " "	۱۰ روپے
۶۸	فضل منیر صاحبہ اہلیہ ملک محمد خورشید صاحب "	۱۰ روپے
۶۹	امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مظفر احمد صاحب گوجرانوالہ	۱۵ روپے
۷۰	حکیم عبدالرحیم صاحب کوہاٹ	۱۰ روپے
۷۱	شیخ انوار رسول صاحب کراچی	۱۵ روپے
۷۲	بدرالنساء خانم صاحبہ "	۱۰ روپے
۷۳	ڈاکٹر جلال الدین صاحب "	۱۰ روپے
۷۴	زکیہ خاتون صاحبہ "	۱۷ روپے
۷۵	بیگم صاحبہ چوہدری محمد امین صاحب "	۲۵ روپے
۷۶	بابو عنایت اللہ صاحب "	۲۲ روپے
۷۷	بشریٰ بیگم حمید انور صاحب "	۱۰ روپے

(باقی)

عہدیداران جماعت کس طرح قربِ الٰہی حاصل کر سکتے ہیں

تحریک جدید کو کامیاب کرنے کے لئے عہدیدارانِ جماعت سے جس قسم کی توقع سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابستہ فرماتے تھے۔ وہ حضور رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل ارشاد سے واضح ہے:-

"ہمارے سیکرٹری اگر اخلاص اور مذہبی جنون سے کام کریں تو یہ عہدے ان کو ولی اللہ بنا سکتے ہیں اور اُن پر رؤیا و کشوف کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ ...

اگر وہ سمجھیں کہ سلسلہ کی ساری ذمہ داری ہم پر ہے اور محنت سے کام کریں تو یقیناً یہی کام اُن کے لئے بڑا مجاہدہ بن سکتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔

مجاہدات بھی ہر زمانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اس زمانہ میں تبلیغ اور نظام جماعت کی تکمیل کے مجاہدے زیادہ مقبول ہیں۔"

عہدیداران جماعت خصوصاً سیکرٹریان تحریک جدید حضور کے ان ارشادات پر عمل پیرا ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مضبوطی اور اپنی روحانی ترقی کے سامان پیدا کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داخلہ طبیہ کالج ربوہ

طبیہ کالج ربوہ میں داخلہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ کالج گورنمنٹ کا منظور شدہ ہے اور ہر سال بورڈ امتحان لیتا ہے

نیز یہ کالج لیبارٹری۔ طبی تعلیم بلڈنگ۔ اور اخلاق وصحت کی نگرانی کے لحاظ سے ایک مثالی کالج ہے۔ شرط داخلہ میٹرک۔ تفصیل کے لئے پراسپیکٹس اور فارم داخلہ مفت منگوائیں

(پرنسپل طبیہ کالج ربوہ)

ضروری اعلان

جماعت سے تعلق رکھنے والے جو احباب اگر بتیاں تیار کرنے کا کام کرتے ہوں وہ نظارت تجارت وصنعت کو اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں

(ناظر تجارت وصنعت ربوہ)

دعائے نعم البدل

میرا بھانجا مدثر احمد بعمر پانچ سال ۱۷ر جولائی کو وفات پا گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

(شفیق احمد پراچہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

پتے درکار ہیں!

مندرجہ ذیل موصی اصحاب کے پتے درکار ہیں:-

۱:- مکرم خواجہ منظور احمد صاحب ابن خواجہ جلال الدین صاحب جو شعبہ حیوانات کراچی یونیورسٹی میں ملازم تھے

۲:- مکرم ذوالفقار علی صاحب (دوسرا نام عطاء الرحمٰن غنی ہے) ولد ڈاکٹر اقبال علی صاحب غنی موصی نمبر ۱۱۰۷۰ سابق ساکن قادیان اس وقت غالباً کراچی میں مقیم ہیں۔

اگر کسی دوست کو ان موصی احباب کے موجودہ پتہ کا علم ہو یا یہ احباب خود یہ اعلان پڑھیں تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواستِ دعا

میرا لڑکا عبدالرشید عمر چھ ماہ سے پاؤں میں درد اور سوزش کے عارضہ میں مبتلا ہے اور اس وقت گنگارام ہسپتال میں زیر علاج ہے عزیز کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ احمد دین سکنہ مغلپورہ لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
۲/ب

اسلامی سیرت و کردار اور مومنانہ صدق و صفا کے دلکش نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا توکل علی اللہ

گذشتہ قسط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ عرض کیا گیا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کے کسی بلند مقام پر فائز تھے۔ جب باوجود ہر طرح کی ظاہری تدابیر اختیار کرنے کے سخت ناموافق اور مخالف حالات کا سامنا ہوتا تھا تو پھر بھی آپ اس یقین اور ایمان پر قائم رہتے تھے کہ میرا خدا ضرور میری مدد کرے گا اور بعد کے حالات نے ہمیشہ یہ ثابت کیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے ہر لمحہ اور ہر قدم پر آپ کی غیر معمولی مدد و نصرت فرمائی۔

اب بتایا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قوت قدسیہ اس زمانہ میں ظاہر ہوئی اس کی برکت سے آپ کے اصحاب میں بھی توکل علی اللہ کا یہی رنگ غالب تھا۔ اور وہ بھی ہر موقع پر اور ہر حالت میں اپنے خدا پر ایسا بھروسہ رکھتے تھے کہ اس کی نظیر اس زمانہ میں ملنا محال ہے اور خدا تعالیٰ کا بھی ان کے ساتھ خاص سلوک تھا سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ ـــــ جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاول کے عہدہ پر فائز ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین اصحاب میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے حضور علیہ السلام آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے! میں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا رب العلمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا...... اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا الفاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مقام کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی نسبت سے آپ کا توکل علی اللہ کا مقام بھی بہت بلند تھا آپ کے اپنے الفاظ میں چند ایمان افروز واقعات سنیئے۔ جن ایام میں حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ مہاراجہ جموں و کشمیر کے پاس بطور طبی مشیر مقیم تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"جموں میں حاکم نام ایک ہندو پنساری تھا۔ وہ مجھے ہمیشہ نصیحتاً کہا کرتا تھا کہ ہر مہینہ میں ایک سو روپیہ آپ پس انداز کر لیا کریں یہاں مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ میں ہمیشہ یہی کہہ دیا کرتا کہ ایسے خیالات کرنا اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ ہم پر انشاء اللہ تعالیٰ کبھی مشکلات نہ آئیں گے۔ جس دن میں وہاں سے علیحدہ ہوا ہوں اس دن وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آج شاید آپ کو میری نصیحت یاد آئی ہوگی۔ میں نے کہا میں تمہاری نصیحت کو جیسے پہلے حقارت سے دیکھتا تھا آج بھی ویسے ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ مجھ سے باتیں ہی کر رہا تھا کہ خزانہ سے چار سو اسی روپیہ میرے پاس آئے کہ یہ آپ کی ان دنوں کی تنخواہ ہے اس پنساری نے افسروں کو گالی دے کر کہا کہ کیا نوردین تم پر نالش تھوڑا ہی کرنے لگا تھا ابھی وہ اپنے غصہ کو فرو نہ کرنے پایا تھا کہ ایک رانی صاحبہ نے میرے پاس بہت سا روپیہ بھجوایا اور کہا کہ اس وقت ہمارے پاس اس سے زیادہ روپیہ نہ تھا یہ ہمارے جیب خرچ کا روپیہ ہے جس قدر اس وقت موجود تھا سب کا سب حاضر خدمت ہے پھر تو اس (ہندو) کا غضب بہت ہی بڑھ گیا۔ مجھ کو ایک شخص کا ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ دینا تھا۔ اس پنساری نے اس طرف اشارہ کیا کہ بھلا یہ تو ہوا۔ جن کا آپ کو قریباً دو لاکھ روپیہ دینا ہے وہ آپ کو بدوں اس کے کہ اپنا اطمینان کرے کیسے جانے دیں گے۔ اتنے میں اسی کا آدمی آیا اور بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ میرے پاس ابھی تار آیا ہے میرے آقا فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب نے جانا ہے اُن کے پاس روپیہ نہ ہوگا اس لئے تم اُن کا سب سامان گھر جانے کا کر دو اور جس قدر روپیہ کی اُن کو ضرورت ہو دے دو۔ اور اسباب کو اگر وہ ساتھ نہ لے جا سکیں تو تم اپنے اہتمام سے بحفاظت پہنچوا دو۔ میں نے کہا کہ مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں خزانہ سے بھی روپیہ آگیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے میرے پاس روپیہ کافی سے زیادہ ہے اور اسباب میں سب ہی ساتھ لے جاؤں گا۔ غالباً اس وقت میرے پاس بارہ سو یا اس سے بھی کچھ زیادہ روپیہ آگیا تھا۔ وہ ہندو (پنساری) کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ پرمیشر کے ہاں بھی کچھ لحاظداری ہی ہوتی ہے ہم لوگ صبح سے لیکر شام تک کیسے کیسے دکھ اٹھاتے ہیں تب کہیں بڑی دقت سے روپیہ کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے بھلا اور تو ہوا اس احمق کو دیکھو اپنے روپیہ کا مطالبہ تو نہ کیا اُلٹا دینے کو تیار ہو گیا۔ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے ہم اس کا روپیہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی جلد ادا کر دیں گے تم ان بھیدوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ (اپنے وطن) بھیرہ میں پہنچ کر میرا ارادہ ہوا کہ میں ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفاخانہ کھولوں اور ایک عالی شان مکان بنالوں وہاں میں نے ایک مکان بنایا ابھی وہ ناتمام ہی تھا اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ میں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا میرا جی چاہا کہ حضرت (مرزا) صاحب کو بھی دیکھوں۔ اس واسطے میں قادیان آیا چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانہ پر عمارت کا کام شروع تھا اس لئے میں نے واپسی کا یکہ کرایہ کیا تھا یہاں آکر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لے کر رخصت ہوں۔ آپ نے اثنائے گفتگو مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ یکہ والے سے میں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ کہ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے اگلے روز آپ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہوگی آپ اپنی ایک بیوی کو بلوا لیں۔ میں نے حسب الارشاد بیوی کے بلانے کے لئے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آگئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوا لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلا لیں لیکن مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو نورالدین کے متعلق الہام ہوا ہے۔ اور وہ شعر حریری میں موجود ہے ؎

لا تصبوا الی الوطن
فیہ تھان و تمتحن

خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی پھر مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہی ہو گئے۔"

(مرقاۃ الیقین ص۱۲۶ تا ۱۲۹)

مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھیئے اور بار بار پڑھیئے اور پھر اندازہ لگائیے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ توکل علی اللہ کے کسی بلند مقام پر فائز تھے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا بھی آپ کے ساتھ کیسا غیر معمولی مشفقانہ سلوک تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

(خورشید احمد)

[illegible]
۹۹۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴